سوال

(218) سانڈ کا گوشت جو ہندو اپنے رسم و رواج کے مطابق بغرض اموات کے ایثال و ثواب کی خاطر چھوڑیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سانڈ جو عام طور پر ہندو قوم اپنے رسم و رواج کے مطابق اپنے اموات کے نام پر بغرض ایصال ثواب چھوڑتے ہیں کہ نسل قائم رہے اس کا کھانا شرع شریف میں حلال ہے یا نہیں؟

اس بارے میں علمائے اہل حدیث مختلف۔تاوی نذیریہ ہیں میاں صاحب مرحم نے حلال لکھا ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ نے سوال میں لکھا ہے کہ ہندو اپنے رسم و رواج کے مطابق اپنے اموات کے نام بغرض ایصال ثواب سانڈ کو چھوڑتے ہیں کہ نسل قائم رہے۔

اگر واقعہ یہی ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے تو ایسا کر دینے سے سانڈ فی نفسہ حرام نہیں ہوگا۔کیوں کہ کسی مردے کو ثواب پہنچانے کی نیت سے جانور کو چھوڑ دینے سے وہ جانور شرعا حرام نہیں ہوجاتا ہے۔یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی مسلمان اپنی کسی میت کو ثواب پہنچانے کلئے کوئی جانور بایں طور مخصوص کردے کہ غریب لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے اس جانور کا کھانا حرام نہیں ہوجاتا۔البتہ چوں کہ اس طرح سانڈ چھوڑنے والے ہندو اس کی اپنی ملکیت سے باہر نہیں سمجھتے اور ذبح و اکل کے تصرف کو بارداشت نہیں کرسکتے اس لئے اس لحاظ سے اس کا کھنا ممنوع ہے۔

لیکن جہاں تک مجھ کو معلوم ہے ہندو سانڈ کو اپنے دیوتاؤں کے نام ان کے تقرب و تعظیم کی نیت سے چھوڑتے ہیں ایس حالبتت میں یہ سانڈ ما اھل بہ لغیر اللہ المائدہ میں داخل ہونے کی وجہ سے فی نفسہ حرام ہوگا اور جب تک سانڈ کے ساتھ اس کے چھڑنے والے کی نیت تعظیم و تقرب للاصنام کی ہوگی اسک کاکھ نا رام ہوگا۔

لغت عربی میں اہلال کے معنی مطلق رفع صورت یا مطلق نامزد کر دینے کے ہیں۔کسی لغت سے عند الذبح کی قید ثابت نہیں ہے۔ف لا یلتف الی اقوال المفسرین الذین قیدوہ بالذبح من غیر دلیل معتبر سانڈ کی حلت پر جو آیات پش کی جاتی ہیں يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (سورة البقرہ:168) مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (سورة المائدہ:103) اور قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ (سورة الانعام:140) وہ سانڈ پر منطبق نہیں ہوتیں کیوں کہ اس کے چھوڑنے والے جیسے اس کو چھوڑنے کے بعد حرام سمجھتے ہیں ویسا ہی چھوڑنے سے پہلے بھی اس کو حرام سمجھتے ت ھے ان کے نزدیک تو اس کا کھانا ہر حالت میں حرام ہے البتہ سانڈ کر دینے کے بعد اس سے کام نہیں لیتے بس یہاں تحریم حلال کی صورت متحقق نہیں ہے۔اور اگر متحقق ہو تو تعارض ادلہ کی وجہ سے احتیاط فے الدین کا مقتضی یہ ہے کہ حرمتت کو ترجیح ہو ایسی حالت میں میری دیانت یہ کہتی ہے کہ سانڈ کو منھیں کھانا چاہیے

۔ واللہ اعلم بالصواب

مصباح

حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری سانڈکی حلت کے قائل تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس بارے میں ایک رسالہ بھی لکھاتہ ۔ شاید وہی رسالہ آپ کے پاس ہے۔ بہر حال یہ مسلک ہمارے نزدیک خلاف ثواب ہے ۔ غیر اللہ کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوریا اشیا حرام ہیں ۔ ہمارے لئے ان کا کھ نا جائز نہیں ہے فقولہ تعالی وما اہل بہ لغیر الہ اہل کے معنی مطلق رفع صورت الذکر غیر اللہ علی الشئی للتقرب الیہ ہے واللہ اعلم

عبیداللہ

ذی مخلب من الطیر کی تفسیر میں مایصور علی غیرہ ویصدہ ویعدو بمخلبہ مرقوم وملحوظ ہے ۔ والمحرم وکل ذی مخلب من الطیر وہی التی تعلق بمخالبہا الشئی وتصیدبہا فیدخل فے ہذا کل مالہ مخلب یعدوبہ کالعقاب الخ (المغنی13/)

المرادبذی مخلب ہوسباء الطیر لاطل مالہ مخلب وہ والظفر (الزیلعی علی الکنز)

طوطا اگر پنجے سے حملہ اور شکانہ نہیں کرتا توحدیث میں داخل نہیں ہے ۔ اور کوئی دوسری دلیل حرمت کی موودو نہیں ہے ۔

عبیداللہ

مسئلہ مستفسرہ میں میری رائے اب بھی یہی ہے کہ مچھلی کا شکار جیتا کے ذریعہ ٹھیک نہیں ہے خواہ یہ جیتا زندہ مچھلی کا ہو یا زندہ جانور کو عذاب دینے اوران کے ساتھ بے رحمی کرنے بینڈک یازندہ جونک اور کیچورے کا ہو۔ یہ فعل بلاشبہ بے رحمی اور تعذیب حیوان میں داخل ہے۔ شکار کرنے والوں کا مقصود اگرچہ جیتا کی مچھلی یا مینڈک یاجونک یا کیچوے کا عذاب دینا اور ایذا پہنچا کرمارنا نہیں ہوتا لیکن ان کے اس صنیع سے بغیر ان کے قصد وارادہ کے زندہ جانور کو عذاب دینے اور ان کے ساتھ بے رحمی کرنے کا تحقق پھڑ موت کا وقوع ہوجاتا ہے۔ شکار کوئی ایسی شرعی ضرورت نہیں کہ جس وجہ سے جیتا کا مذکورہ طریقہ مباح ہوجائے اس معاملہ میں بلی والے واقعہ اور جیتا کے ذریعہ شکار کے درمیان فرق کرنا صحیح نہیں ہے۔ کسی گاؤں یا محلہ میں کوئی ایسی بلی ہو جو لوگوں کی مرغیاں کھاجانے کی عادی ہوچکی ہو تو کیا ایس بلی کو پکڑکی بھوکی پیاسی رکھنا کہ وہ مرجائے اور مرغیوں کے ضیاع سے نجات مل جائے جائز ہوجائے گا؟

شیر وغیرہ کے شکار کےلئے بکری بکرایا بھینسا وغیرہ بغیر چارہ اوربانی کے بانڈ دیناکہ اس کے چلانے کی آواز سن کر شیر اسے چیر نے پھاڑنے میں مشغول ہوجائے اورشکاری شیر کوگولی کا نشانہ بنالے شیر کے شکار کا یہ طریقہ شرعا درست نہیں ہے ۔ یہ دونوں فعل حدیث نبوی :

(1) نہی ان یقتل شئی من الدواب صبرا (مسنداحمد مسلم ابن ماجہ عن جابر)

(2) نہی عن قتل الصبر (ابوداود عن ابی ایوب)

(3) نہی ان تصبر البہائم (بخاري مسلم ابوداود نسائی ابن ماجہ عن انس)

(4) لاتتخذو شیئت فیہ الروح غرضا (مسلم نسائی ابن ماجہ عن ابن عباس) کے خلاف ہیں

علامہ مناوی تصبر البہائم کی شرح میں لکھتے ہیں : بضم اولہ اَی اَن یمسک شئی منہا ثم یرمی شئی الی ان تموت من الصبر وہی الامساک فی ضیق یقال : جرت الدابۃ اذا جستہا بلاعلف وفی خبر

احمد عن ابن عمر رفعه من مثل بذی روح ثم لم یتب مثل الله به یوم القیامة قال الفتح رجاله ثقات اور حدیث لاتتخذو شیئا فیه شیئا فیه الروح غرضا کی شرح میں لکھتے ہیں : ای یرمی من السهام و نحوها لما فیه من العبث والتعذیب پہلی تین حدیثیں اپنے عموم واطلاق کی بنا بر چیتا کے ذریعہ مچلھی کے شکار اور بکری بکرا بھینسا وغیرہ کے ذریعہ شیر کے شکار کو بھی شامل ہیں۔

عنبر مچھلی کے واقعہ کے ذریعہ مچھلی کے شکار کے جواز پر استدلال کرنا غلط اور بے خبری کی دلیل ہے۔بخاری کی ایک روایت یہ الفاظ موجود ہیں فالقی البحر حوت یتالم یر مثله له العنبر فتح

امام احمد مینڈک اور کیچوے اور کسی بھی ذی روح کے ذریعہ شکار کرنے کی کو ممنوع سمجھتے ہیں المغنی میں ہے وَكَرِهَ الصَّيْدَ بِالضَّفَادِعِ، وَقَالَ: الضُّفْدَعُ نُهِيَ عَنْ قَتْلِهِ [فَصْلٌ كَرِهَ الصَّيْدَ بِالْخَرَاطِيمِ]

(7740) فَصْلٌ: وَكُرِهَ الصَّيْدُ بِالْخَرَاطِيمِ، وَكُلِّ شَيْءٍ فِيهِ الرُّوحُ، لِمَا فِيهِ مِنْ تَعْذِيبِ الْحَيَوَانِ، فَإِنْ اصْطَادَ، فَالصَّيْدُ مُبَاحٌ وَكَرِهَ الصَّيْدَ بِالضَّفَادِعِ، وَقَالَ: الضُّفْدَعُ نُهِيَ عَنْ قَتْلِهِ [فَصْلٌ كَرِهَ الصَّيْدَ بِالْخَرَاطِيمِ]

(7740) فَصْلٌ: وَكُرِهَ الصَّيْدُ بِالْخَرَاطِيمِ، وَكُلِّ شَيْءٍ فِيهِ الرُّوحُ، لِمَا فِيهِ مِنْ تَعْذِيبِ الْحَيَوَانِ، فَإِنْ اصْطَادَ، فَالصَّيْدُ مُبَاحٌ انتهى

چیتا کے ذریعہ کے شکار کی ہوئی مچھلی حرام تو نہیں ہوجائے گی لیکن چوں کہ اس طریقہ شکار سے حاصل کی ہوئی مچھلی کا کھانا اس غلط اور ممنوع طریقہ پر شکار کرنے کا محرک و معرض ہوتا ہے اور اس طرح یہ چیز ممنوع کام کے ارتکاب کا باعث بنتی ہے۔اس لئے ایسی مچھلی کے کھانے سے احتیاط کرنا ضروری ہے۔

عبیداللہ

قربانی اور عقیقہ کے لئے نصاب کا ملک ہونا شرط نہیں ہے صرف استطاعت اور وسعت وقدرت شرط نہیں ہے۔اہل حدیث کا یہی مسلک ہے۔

چرم قربانی خود اپن استعمال میں نہ لانا ہو تو اس کا کسی غریب مستحق کو صدقہ کر دینا ہی بہتر ہے۔ویسے کسی عزیز یا اجنبی کو ہدیہ کرنے میں مضائقہ نہیں معلوم ہوتا۔

صدقہ فطر عشر زکوۃ کی رقم لڑکی کو دینا جبکہ وہ صاحب نصاب ہو ہر گز جائز نہیں ہے۔ہاں اس کا شوہر غریب ہو تو شوہر کو دینے میں شرعا کوئی مشائقہ نہیں ہے۔

زکوۃ وفطرہ وعشر کی رقم مستحق کو دینے میں ہر گز کوئی دنیاوی غرض اور منفعت مقصود نہیں ہونی چاہیے

عبیداللہ

قربانی کا گوشت غیر مسلم امیر وغیریب کو بطور ہدیہ وتحفہ دیا جاسکتا ہے جیسے ہم اپنے کسی عزیز اور دوست کو ہدیہ دیتے یا کھلاتے ہیں ایسا کرنا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (الممتحنہ : 1) کے خلاف نہیں ہے ہدیہ دشمن کو نہیں کیا جاتا ملنے جلنے والے اور پڑوسی غیر مسلم سب کے سب ہمارے دشمن نہیں ہوتے۔

خطبہ کے لئے منبر پر چڑھتے وقت کسی جہت کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بین الخطبتین قعدہ میں امام کے لئے سراً مختصر ادعا کرنا جائز ہے دعا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عبیداللہ

لڑکے یا لڑکی کی طرف سے بڑے جانور کا عقیقہ کرنا ہوت پورا ایک جانور ایک بچے کی طرف سے جائے۔قربانی کے بڑے جانور کی طرح عقیقہ کے جانور میں حصے بخرے نہین لگیں گے عقیقہ میں مولود کی طرف سے پورا ایک دم دینا چاہیے بڑے جانور کے عقیقہ میں حصہ بخرا ثابت نہیں ہے عقیقہ ہو یا قربانی اس میں رائے اور قیاس کو دخل نہیں ہے پس عقیقہ کو قربانی پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے واللہ اعلم

عبیداللہ

ایسے بکرے کی قربانی جائز نہیں ہے اوروہ عنداللہ مقبول نہیں ہوتی اسک گوشت کھانا درست نہیں ہے۔ گاؤں کے تمام کھیت کھلیان والوں کا خودیا اپنے ہنوکوں کے ذریعہ دن اوررات کے چوبیس گھنٹوں میں اپنے کھیتوں اورکھلیانوں کی حفاظت کرنا بہت مشکل ہے اورسا کا دستور بھی نہیں ہے۔ ہل جوتنے اورہنگائی اورگاری میں کام آنے ولے بیلوں اوردودھ والی بھینسوں کوجس طرح گھروں میں اورگھاریوں میں بند کررکھنا اوران کوچرانے کے وقت چرواہے کا ان کے ساتھ رکھنا ممکن اورآسان ہے اوراس کا دستور بھی ہے اسی طرح قربانی کے جانوروں کا بھی باندھے رکھنا اورچرواہے کی نگرانی میں ان چرانے کے لئے چھوڑنا اورآسان اور ممکن العمل ہے اورحکومت وقت کا منشا بھی یہی ہے کہ ہر قسم کے جانور گھروں میں باندھے رکھے جائیں یا چرواہے کی نگرانی میں ان کوچرنے کے لئے چھوڑا جائے تاکہ دوسرے کیے کھیت کھلیان کونقصان نہ پہنچا سکیں چنانچہ سانے جابجا مویشی خانے کا نجی ہاؤس قائم کردیئے ہیں تاکہ دوسرے وکی کھیتی نقصان کرنے والے جانوروں کی مویسی خانوں میں بند کرادیا جائے اوربجب تک مالکان مویشی مقررہ جرمانہ نہ ادا کردیں ان کومویشیوں کوان کے حوالے نہ کیا جاے ان حالات میں اپنے جانوروں کوخواہ وہ قربانی کے جانور ہوں یا کوئی اوردوسرے ون کے کھیت کھلیان کھانے کے لئے چھوردینا شرعا ناجائز ہے کیوں کہ دوسرے کے مال سے اپنے جانوروں کا بیٹ بالنا ہوا پس ایسے جانور کی درست نہیں : ارشاد ہے ان اللہ طیب لایقبل الاطیب اور اارشاد ہے لایحل مال امرء مسلم الابطیب نفسہ اورزرقانی لکھتے ہیں قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُدَوَّنَةِ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالرَّمَكِ الَّتِي تَعْدُو فِي زُرُوعِ النَّاسِ قَدْ ضَرَبَتْ ذَلِكَ تُغَرَّبُ وَتُبَاعُ فِي بَلَدٍ لَا زَرْعَ فِيهِ ابْنُ الْقَاسِمِ : وَكَذَا الْغَنَمُ وَالدَّوَابُّ إِلَّا أَنْ يَحْبِسَهَا أَهْلُهَا عَنِ النَّاسِ (شرح الموطا للزرقانی 4/38)

قال أبو داود : حدثنا أحمد بن محمد بن ثابت المروزي ، ، قال : حَدَّثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن حرام بن محيصة عن أبيه أن ناقة للبراء بن عازب دخلت حائط رجل فأفسدت فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم على أہل الأموال حفظها بالنهار وعلى أہل المواشي حفظها بالليل قال الخطابي قال الشيخ وہذه سنة لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة في ہذا الباب ، ويشبه أن يكون إنما فرق بين الليل والنهار في ہذا لأن في العرف أن أصحاب الحوائط والبساتين يحفظونها بالنهار ويوكلون بها الحفاظ والنواطير ومن عادة أصحاب المواشي أن يسرحوہا بالنهار ويردونها مع الليل إلى المراح فمن خالف ہذه العادة كان به خارجاً عن رسوم الحفظ إلى حدود التقصير والتضييع فكان كمن ألقى متاعه في طريق شارع أو تركه في غير موضع حرز فلا يكون على آخذه قطع (معالم السنن 5/202)

عبیداللہ

عقیقہ میں پورا جانور ذبح کرنا چاہیے چاہے چھوٹا ہو (بکرا بھیڑ دنبہ) یا بڑا گائے بھینس بڑے جانور میں ایک یا دوحصہ کافی نہیں ہوگا۔ بڑے جانور میں حصہ کوکافی سمجھنا محض قیاسی چیز ہے۔ ساتویں یاچودھویں یا اکیسوین دن عقیقہ کی وسعت نہ ہوتواس کے بعدجب بھی اس کی وسعت اورمقدرت ہوجائے عقیقہ کردیا جائے۔ عقیقہ والد کے ذمہ بچے کا حق ہے۔ اسے چاہیئے کہ اس کے اس حق سے جلد سبکدوش ہونے کس کوشش کرے بچے کی بسلامت پیدائش پر دورکعت شکرانہ کی ادائے گی صحیح ہے۔ ایک سجدہ شکر پر اکتفا بھی جائز ہے دورکعت پڑھ لینا اورزیادہ اچھا ہے۔

واجب اصطلاحی اس کوکہتے ہیں کہ : جس کا حم دلیل ظنی سے ثابت ہواوراسک کرنا ضروری ہے۔ اس کا تارک مستحق عذاب ہوگا۔

مستحب کا کرنا ضروری نہیں ہوتا کرنے پر ثواب ملتا ہے نہ کرنے برعذاب وملامت کا مستحق نہیں ہوتا ہے۔

اجنبی بوڑھی عورتوں کوسلام کرنے میں مرد کے لئے مشائقہ نہیںے اورجوان عورت کوسالم کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اس سے بچنا چاہیے۔ البتہ اگرکسی جگہ جوان اوربوڑھی عورتیں جمع ہوں توان سب کوسلام کرنے میں مضائقہ نہیں۔ چاررکعت سنت میں پہلی دورکعتوں کی طرح تیسری اورچتھی رکعت کوبھی بھری پڑھنا چاہیے۔ واللہ واعلم

عبیداللہ

حضرت اسماعیل کی عمر ان کوذبح کیئے جانے وقت کیا تھی؟ اس کی تعیین کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوتی۔ ہاں اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی عمر تیر برس کی تھی

اور بعض کہتے ہیں کہ سات برس کی تھی ۔ قرآن پاک سے اس قدر معلوم ہوتا کہ ذبح کرے وقت وہ خدا کے امر ونہی کو سمجھتے عقل وتمیز زاوراچھے برے کی پہچان رکھتے تھے قریب البلوغ تھے اوران کے اندا تنی قوت تھی کہ اپنے باپ ابراہمی ا کے ساتھ ان کے کاموں میںش ریک ہوکران کا ہاتھ بٹا سکیں واللہ اعلم

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الأضاحی والذبائح

صفحہ نمبر 417

محدث فتویٰ